پروگرام کے رفقاء

شرکاء کے تحقیقی پروجیکٹ:

سنینی روحینی ضیاختین - تحقیقی پروجیکٹ ______________ :

انڈونیشیا کے Sunan Kalijaga ادارہ اسلامیات میں انسانی حقوق کو وہاں کے قانونی تعلیمی نصاب کا ایک اہم جزبنانا۔

اس پروجیکٹ کے ذریعہ میرا مقصد ہے انڈونیشیا کے State Institute of Islamic Studies کے اسلامی قوانین کے تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے اصولوں کو شامل کرنا۔ اب تک وہاں کے نصاب میں ان موجودہ مسائل کو شامل نہیں کیا گیا ہے جو وہاں پر جمہوریت اور سماجی اقتصادی ترقی کے بعد ابھر کر سامنے آئے یں، کسی حد تک اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کا تعلیمی نصاب جامعہ ازہر کے تعلیمی نصاب کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا تھا جو آج تک جاری ہے اور یہ تعلیمی نصاب کم وبیش روایت پسند اور تنگ نظر ہے۔

آج سیکولر اور اسلامی علوم میں جو ایک خلا ہے اس کے بھی کسی حد تک ان اسلامی اداروں اور یونیورسٹیوں کو مجبور کیا ہے کہ قدیم اسلامی روایت پر اپنی خاص توجہ دیں۔ اصل سازش تو تعلیمی نصاب ایسے پائے جاتے ہیں کہ آج کے نرمی پسند اور جدید افکار کو بھی ان میں شامل کیا جا سکے اور ایسے ہم آہنگی پیدا کی جا سکے اور اس واحد راستہ سے جس سے ہم اس میں خلا کو دور کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ انڈونیشیائی معاشرہ میں اسلام کی طرح تعلیم کو سمجھنا بھی میرے پروجیکٹ کا ایک اہم حصہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ بھی سمجھنے کی کوشش کروں گا کہ کیا وہاں کے والدین اپنے بچوں کو گھر پر اسلام کی تعلیم دیتے ہیں یا وہ ان کو اس کے لئے مدرسوں میں بھیجتے ہیں۔

انٹرویو:

پروگرام کی کچھ تصویریں:

سنی روحینی ضحابیتیں-انٹرویو

آپ کواس پروجیکٹ پر کام کا خیال کیسے ہوا یا آپ کو کس بات نے اس خاص موضوع پر تحقیق کرنے پر آمادہ کیا؟

انڈونیشیا میں ادھر کچھ عرصہ سے بنیاد پرست طاقتوں میں کافی اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ سے بہت سارے سماجی مسائل ابھر کر سامنے آئے ہیں اور انہیں سماجی تبدیلیوں کی وجہ سے میں نے اس خاص موضوع پر تحقیق کا ارادہ کیا، یہ بنیاد پرست طاقتیں اب تک چھوٹی موٹی قوت نہیں رہ گئی ہیں بلکہ مرکزی حکومت اور سیاست دونوں میں اپنی پکڑ کافی مضبوط کرلی۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بہت سارے حکومت کے نوکرشاہ روزمرہ کے عام مسائل کا حل اسلامی شریعت کی روشنی میں ڈھونڈتے ہیں اور وہاں کے نظم ونسق کو مقامی اور ریاستی دونوں سطح پر شریعت کے اعتبار سے چلانا چاہتے ہیں۔

یہ بالکل واضح ہے کہ جیسے جیسے شریعت کے نفاذ کی طرف لوگوں کا میلان بڑھے گا ویسے ویسے سارے اعتدال پسند اور ترقی پسند افکار کے لئے خطرہ بڑھے گا (سارے ترقی پسند اور اعتدال پسند افکار بنیادی انسانی حقوق سے مطابقت رکھتے ہیں) جتنے بھی اعتدال پسند اسلامی لائحہ عمل ہے انکی خاصیت یہ ہے وہ سماجی تبدیلیوں کو دینیات کی روشنی میں قبول کرنے میں اداروں سے مصالحت کی کوشش کرتے ہیں جب کہ بنیاد پرست طاقتیں تہذیبی اور سیاسی وجوہات سے اس چیز سے منع کرتی ہیں اور ان کے نزدیک سماجی تبدیلیوں کا کوئی مطلب نہیں ہوتا، اسلامی یونیورسٹی اور خاص کر اسلامی قانون کے اساتذہ لوگوں کے اندر کئی طرح سے اسلامی سمجھ بوجھ پیدا کرنے میں کافی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، یہ اساتذہ علم وتدریس کے کام کے علاوہ وہ معاشرہ میں بہت سارے سماجی اور مذہبی فرائض بھی انجام دیتے ہیں جیسے مقامی مساجد میں امامت کا کام انجام دینا، اور جمعہ کی نمازوں میں خطبہ دینا اور شادیوں اور دیگر مواقع پر لوگوں کو اسلام کی باتیں بتانا۔

آپ کا تحقیقی پروجیکٹ اب تک کہاں تک پہنچا ہے؟ اور کس حد تک یہ پچھلی تحقیقات پر مبنی ہے؟

دراصل شروع میں میرا ارادہ تھا انڈونیشیا میں عورتوں کے انسانی حقوق کی جو پامالی ہو رہی ہے اس کا ایک تفصیلی خاکہ پیش کرنا لیکن پروفیسر نعیم کے بہت سارے لیکچر میں شرکت کرنے کے بعد میں نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ میں اپنی تحقیق کو

عورتوں کے حقوق تک ہی محدود نہیں رکھوں گا بلکہ اسے میں اپنے اس تحقیق پروجیکٹ میں مذہبی اور نسلی مسائل کو بھی شامل کروں گا۔

آپ کا اس پروجیکٹ کے سلسلہ میں تصوراتی خاکہ کیا ہے؟ اور اس تحقیق کا نفاذ کس طرح کریں گے؟

اقلیت اور اکثریت کے حقوق پر مذاکرات، سمینار اور ورکشاپ کا انعقاد ہماری تحقیقی پروجیکٹ کا اہم حصہ ہوگا اور میں اسی طرح کے فارم اور گروپ کے درمیان اپنا تحقیقی کام انجام دوں گا، میں اس فارم اور مذاکرات میں شریک ہونے والے لوگوں سے گفتگو کروں گا اور میری تحقیق کا طریقہ بھی یہی ہوگا کہ لوگوں سے ملا جائے اور اس موضوع پر ان کے خیالات معلوم کیا جائے اور اس طرح سے ہم متوقع نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں، میری اس تحقیق کا مقصد صرف یہ نہیں ہوگا معلومات کو جمع کیا جانے اور ان کی تاویل وتشریح کی جائے بلکہ اس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوگا کہ اصلاح کرنا اس لئے ایک ایسی فضا تیار کرنی ہوگی جہاں کوئی خطرہ اور خدشہ نہ ہو اور لوگوں کے اندر ایک اجتماعی اعتماد پیدا کیا جائے۔

آپ کون سا طریقہ کار اپنائیں گے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگ اس تحقیق میں شریک ہوسکیں؟

میری اس تحقیق کا تعلق معاشرہ کے عام لوگوں سے زیادہ نہیں بلکہ میری تحقیق کا تعلق دانشور جماعت سے ہے، جن لوگوں کے درمیان رہ کر میں اپنا تحقیقی کام انجام دوں گا۔

میرے پروجیکٹ کا تعلق دراصل صرف وہاں کے علمی نصاب سے ہے اور اساتذہ کی ایک ایسی حکمت عملی سے ہے اور اس دوران میں اس بات کی بھی تفتیش کروں گا اس طرح کی تعلیم وتدریس کا عمل کس طرح سے انسانی حقوق پر اثر انداز ہوتا ہے، علمی نصاب میں اصلاح کے ذریعہ اور لوگوں کو انسانی حقوق اور اسلام کے متعلق جو موجودہ بحث ہے اس کی طرف مائل کر کے ہم طلباء کے درمیان انسانی حقوق کی کچھ سوجھ بوجھ پیدا کر سکتے ہیں کیونکہ یہ اساتذہ اور علما ہی ہیں جن سے طلباء کا ہمہ وقت رابطہ رہتا ہے۔

آپ کی اس تحقیق کا معاشرہ کے درمیان کیا اثر ہوگا؟

اپنے تعلیمی وتدریسی عمل کے علاوہ، یہ اساتذہ معاشرہ میں ایک روحانی وایمانی حیثیت سے بھی دیکھے جاتے ہیں اور اس لئے ان کا معاشرہ میں کافی اونچا مقام ہے اوران کا بڑا ہی اثر ہے، سماجی معاملات میں ان کا کافی دخل ہے اور معاشرہ میں ان کی باتوں کا کافی وزن اوراہمیت ہے۔

آپ کے مطابق اس تحقیق سے کس طرح کے نتیجہ کی امید ہے؟

میرا یہ ماننا ہے کہ انڈونیشیا کوایک اعتدال پسند مسلم ملک ہونا چاہئے، جہاں پر لوگوں کے بنیادی مذہبی، جنسی، نسلی اور انسانی حقوق کا پورا پورا احترام کیا جائے۔

آج بنیاد پرستی نے ایک بری قوت حاصل کرلی ہے اور بنیاد پرست لوگوں کے ہاتھوں مذہبی اقلیت کے لوگ مظالم کے شکار ہیں۔

اگر میں انڈونیشیا کی دوسری اسلامی یونیورسٹیوں میں اس نوعیت کا تحقیقی پروجیکٹ پیش کروں ں تو ان مسائل کو جلد ہی حل کیا جاسکتا ہے، مجھے بہت خوشی ہے کہ میں اس تحقیقی پروجیکٹ سے منسلک ہوں جس نے مجھے انڈونیشیا میں انسانی حقوق کو بڑھاوا دینے اوراس میدان میں کام کرنے کا کافی موقع دیا۔

کیا آپ کو لگتا ہے کہ آپ کے تحقیق کی لوگ مزاحمت بھی کریں گے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ اس کی مزاحمت کریں گے، یہ مزاحمت کہیں اور سے نہیں ہوگی بلکہ یہ بنیاد پرست اور رجعت پسند طاقتیں ہیں اور جو اسلامی تشدد پسند لوگ ہیں وہی اس کی مخالفت کریں گے۔

ان بنیاد پرست طاقتوں کا الزام یہ ہوتا ہے کہ جو بھی انسانی حقوق کے لئے کام کرنا ہے مغربی تحریک آزادی نسواں اور لبرل جمہوریت کا دلال ہوتا ہے اور وہ لوگ ان جمہوریت اوراس تحریک کو بڑی ہی شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اوران کا ماننا ہے کہ یہ چیزیں اسلام اورقوم کی جڑیں ہلا کرر کھ دیں گی۔

انسانی حقوق کے سلسلہ میں آپ کا مستقبل میں کیا ارادہ ہے؟

مستقبل میں میرا ارادہ ہے کہ میں Yogyakarta کے State Institute of Islamic Studies میں ایک اسلام اور انسانی حقوق کا مرکز قائم کرنے کا ہے، اس مرکز میں اشاعت کے کام کے علاوہ وقتاً فوقتاً ورکشاپ اور گول میز مذاکرات کا انعقاد بھی کیا جائے گا جس کے ذریعہ ہم مختلف مذاہب کے لوگوں تک پہنچ پائیں گے اور اس طرح ان میں مذہبی مساوات اور رواداری پیدا ہوگی اور باہمی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ برابری کی بنیاد پر مل سکیں گے۔